میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے

صحابہ کرام کی حقانیت

خلفاء راشدین، حضرت عائشہ، حضرت امیر معاویہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

پر اعتراضات کے قرآن و حدیث اور شیعہ کی کتابوں سے جوابات

تقریظ

از فاضل دارالعلوم امجدیہ و مہتمم دارالعلوم انوارالقادریہ

حضرت علامہ محمد زاہد قادری اختری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصلوۃ والسلام علی خاتم النبین

ناچیز نے کتابچہ ہذا 'صحابہ کرام کی حقانیت' کا مکمل مطالعہ کیا اس میں فاضل مؤلف مولانا محمد شہزاد قادری ترابی صاحب نے بہت اچھے اور آسان انداز میں دلائل اور ثبوت کے ساتھ یہ بات واضح کی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت آپس میں بہت محبت اور اُلفت رکھتے تھے اور یہ بھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ اور اہل بیت کے درمیان رنجش اور بغض نہیں تھا بلکہ چاہت ہی چاہت تھی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف مولانا محمد شہزاد قادری ترابی کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور عوام الناس کو اس کے ذریعے سے مستفیض ہونے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین

ابوالظفر محمد زاہد القادری اختری

۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ بمطابق ۲۵ اپریل ۲۰۰۲ء

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

چراغِ مسجد و محراب و منبر ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر

حضور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب اس دنیا سے پردہ فرما گئے تو اسلام کے دشمنوں نے یہ سمجھا کہ اب دین اسلام کا خاتمہ ہو جائے گا۔ مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اپنی ایسی غلامی عطا کی تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یقین تھا کہ میرے بعد میرے غلام ہمیشہ اس دین کو پھیلاتے رہیں گے۔

چنانچہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسندِ خلافت پر جلوہ گر ہوئے اور انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی نیابت اور سچی غلامی کا حق ادا کیا۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسندِ خلافت پر جلوہ گر ہوئے تو انہوں نے بھی اسلامی تاریخ پر ایک باب رقم کر دیا۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کی صحیح سمت کی طرف رہنمائی فرمائی مگر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو باغیوں نے سر اُٹھایا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو آپس میں لڑایا جائے اور اس قسم کی سازش کرتے رہے۔

مگر جنگِ صفین اور جنگِ جمل کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۴۰ھ میں صلح کر لی تو جو لوگ کل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کا دعویٰ کرتے تھے آج ان سے حضرت علی و معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت نہ دیکھی گئی اور خارجیوں نے حضرت علی و معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قتل کا منصوبہ بنایا۔

اس کے بعد بھی ان کے انتقام کی آگ ٹھنڈی نہ ہوئی بلکہ انہوں نے اُمت میں فتنہ پھیلانا شروع کر دیا کہ

☆ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم (معاذ اللہ) بے وفا ہیں۔

☆ باغِ فدک پر خلفائے راشدین نے قبضہ کر لیا۔

☆ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت کے دشمن ہیں۔

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (معاذ اللہ) صحابہ کرام علیہم الرضوان نے تکلیفیں دیں۔

دوسرے بہت سارے شیطانی فتنے پھیلا کر اُمتِ مسلمہ میں نفرت اور انتشار پھیلانا شروع کر دیا۔ چنانچہ ہم نے مناسب سمجھا کہ آسان الفاظ میں ان اعتراضات کے قرآن و حدیث اور دشمن صحابہ کی کتابوں سے جوابات دیئے جائیں۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ ط وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ
تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا (فتح ۲۹)

محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے (ان کے اصحاب) کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے۔ اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔

اس آیتِ مبارکہ میں چاروں خلفائے راشدین کی شان بیان کی گئی ہے۔ انکے ساتھ والے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ کافروں پر سخت سے مراد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپس میں رحم دل سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ رکوع اور سجود میں گرنے سے مراد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

دشمنِ صحابہ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

حدیث۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالیاں دے رہے ہوں تو تم کہو تمہاری اس شرارت اور بکواس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۵۴، ترمذی ج ۲ ص ۲۲۶ از کتاب مقاماتِ صحابہ ص ۸۱)

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دشمن اہل بیت کے دشمن ہیں

حدیث۔ دار قطنی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک قوم ہم اہل بیت سے محبت کا دعویٰ کرے گی مگر وہ ایسی نہ ہوگی کیونکہ وہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہیں گے۔

یہ روایت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کچھ فرق کے ساتھ راویوں سے مروی ہے۔ (از کتاب امیر معاویہ)

سوال-1 ۔۔۔ ہم لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلیفہ اوّل مانتے ہیں جبکہ کچھ لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ اوّل مانتے ہیں۔ اس بارے میں قرآن و حدیث کا کیا حکم ہے؟

جواب الحمدللہ پوری اُمتِ مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیفہ اوّل ہیں اور اسی پر پوری دنیائے اسلام متفق ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے سلسلے میں احادیث مبارکہ

حدیث ۔۔۔ بخاری اور مسلم نے جبیر بن معطمہ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک خاتون آئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا پھر آنا۔ ان خاتون نے کہا کہ اگر میں پھر آئی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں پایا (اگر آپ رحلت فرما گئے تب) تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس آنا۔ (بخاری، مسلم از کتاب تاریخ الخلفاء، ص ۱۲۴)

حدیث ۔۔۔ ابن عساکر علیہ الرحمۃ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک خاتون حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئی جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ دریافت کرنا چاہتی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ پھر آنا۔ اس نے کہا کہ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا ہو۔ تب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو آئے اور مجھ کو نہ پائے تو ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس آنا کہ میرے بعد وہی خلیفہ ہوں گے۔ (ابن عساکر از کتاب تاریخ الخلفاء، ص ۱۲۳)

ان دونوں احادیث سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافتِ اوّل ثابت ہوتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی کتاب نہج البلاغہ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے میں اس پر راضی ہوں اور اسکے حکم کو تسلیم کرتا ہوں۔ میں نے ان کی خلافت کا اعلان کر کے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی تصدیق کی اور اب میں ہی سب سے پہلے ان کی تکذیب کروں۔ (نہج البلاغۃ، ج ۱، ص ۱۰۴، مطبوعہ مصر)

اس سے پتا چلا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تسلیم کر لیا۔

سوال-2- بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ سب نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت نہیں کی۔ احادیث کی روشنی میں اس کا جواب دیں۔

جواب بعض لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دشمنی میں یہ بات کرتے ہیں حالانکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بیعت کی۔

حدیث۔ ابن سعد، بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو لوگ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر جمع ہوئے ان لوگوں میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بھی تھے اور دوسرے بہت سے جید صحابہ موجود تھے۔

سب سے پہلے ایک انصاری کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں سے اسطرح خطاب کیا کہ اے مہاجرین! آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ حضرات میں سے کسی شخص کو کہیں کا عامل مقرر فرماتے تھے تو انصار میں سے بھی ایک شخص کو اس کے ساتھ کر دیا کرتے تھے۔ لہٰذا اسی طرح ہم چاہتے ہیں خلافت کے معاملے میں بھی ایک شخص مہاجرین میں سے ہو اور ایک انصار میں سے ہو۔ پھر ایک دوسرے انصاری کھڑے ہوئے انہوں نے بھی اس قسم کی تقریر فرمائی۔

ان لوگوں کی تقریروں کے بعد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے فرمایا، حضرات! کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے۔ لہٰذا ان کا نائب اور خلیفہ بھی مہاجرین ہی میں سے ہوگا اور جس طرح ہم لوگ پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاون و مددگار رہے اب بھی اسی طرح خلیفہ رسول اللہ کے مددگار رہیں گے۔ یہ فرمانے کے بعد انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ اب یہ تمہارے آقا ہیں اور پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور پھر تمام انصار و مہاجرین نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی۔

اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور ایک نگاہ ڈالی تو اس مجمع میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ پایا۔ فرمایا ان کو بلایا جائے۔ جب حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاص صحابیوں میں سے ہیں، مجھے اُمید ہے کہ آپ مسلمانوں میں اختلاف پیدا نہیں ہونے دینگے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ! آپ کوئی فکر نہ کریں۔ یہ کہنے کے بعد کھڑے ہوئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کر لی۔

پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع پر ایک نظر ڈالی تو اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ تھے۔ فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نہیں ہیں ان کو بھی بلایا جائے۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ اے ابو طالب کے صاحبزادے! آپ حضور علیہ السلام کے چچا زاد بھائی اور ان کے داماد ہیں، مجھے اُمید ہے کہ آپ اسلام کو کمزور ہونے سے بچانے میں ہماری مدد کریں گے۔ انہوں نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ! آپ کچھ فکر نہ کریں۔ یہ کہہ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کر لی۔ (ابن سعد، حاکم، بیہقی، ص ۸، ۹، ۱۰)

دلیل مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے بڑھایا تو پھر کون شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیچھے کر سکتا ہے۔ (از کتاب خلفائے راشدین، ص ۱۰)

سوال-3- کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (معاذ اللہ) دشمنوں کے غلبہ کی وجہ سے بطور تقیہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی؟

جواب - حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ بات ان کی شان کے خلاف ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہ ہیں جو پورے پورے لشکر کو اکیلے شکست دے دیتے۔ خیبر کے موقعہ پر چالیس آدمیوں کا کام اکیلے مولا علی شیرخدا نے کیا۔

کیا وہ شیرخدا کسی کے دباؤ میں آسکتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کا شیر حق بات کہنے سے (معاذ اللہ) ڈر جائے یہ ناممکن ہے۔

دلیل جس شیرخدا کے بیٹے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خون سے لہولہان ہوکر، اپنے گھرانے کو لٹا کر ایک ظالم کی بیعت نہ کی۔

کیا ان کے والد شیرخدا (معاذ اللہ) بزدل تھے۔ کیا انہوں نے (معاذ اللہ) ڈر اور خوف کی وجہ سے بیعت کرلی۔

نہیں بلکہ وہ جانتے تھے کہ جسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چن لیا۔ اس کی بیعت کرنا ہمارا ایمان ہے۔

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھنا ثابت ہے

دلیل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز ادا فرمائی۔ (شیعہ حضرات کی کتاب جلاء العیون، ص ۱۵۰)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب نہج البلاغہ سے ثابت کرتے ہیں

نہج البلاغۃ میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا کہ جن لوگوں نے حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بیعت کی۔ انہیں لوگوں نے میری بیعت کی ہے اب کسی حاضر یا غائب کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس کی مخالفت کرے۔ بے شک شوریٰ مہاجرین اور انصار کا حق ہے اور جس شخص پر جمع ہوکر یہ لوگ اپنا امام بنالیں اللہ تعالیٰ کی رضامندی اسی میں ہے۔ (کتاب نہج البلاغۃ، ج ۳ ص ۸، مطبوعہ مصر)

نہج البلاغۃ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب ہے اور جس کی لکھی ہوئی کتاب میں یہ ہو کہ جس نے حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بیعت کی اس نے میری بیعت کی۔

اب کسی شک کی گنجائش نہیں اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راضی تھے۔ اب لوگ کچھ بھی کہیں۔ چار یاروں کی آپس میں ایسی محبت تھی، جس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔

سوال -4 ــــ کچھ لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت ثابت کرنے کیلئے یہ حدیث لاتے ہیں جس کا مفہوم یوں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس کا مولیٰ ہوں جس کے علی مولیٰ ہیں۔ اس کا جواب دیں۔

جواب سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس حدیث مبارکہ پر ہمارا بھی ایمان ہے تبھی تو ہم اہلسنت و جماعت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مولا علی شیر خدا کہتے ہیں۔

دلیل ــــ اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان مولائی بیان کی گئی ہے اور مولا کا مطلب مددگار کے ہوتا ہے۔ اس حدیث میں خلافت کا کہیں ذکر واضح نہیں۔

جبکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر سینکڑوں حدیثیں واضح طور پر موجود ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہیں۔

عقلی دلیل قانونِ قدرت دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی ترتیب بنائی کہ ایک کا وصال ہوا تو دوسرا عالمِ اسلام کی سرپرستی کیلئے تیار، دوسرے کے وصال کے بعد تیسرے خلیفہ تیار۔ یکے بعد دیگرے مسندِ خلافت پر جلوہ گر ہوئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسندِ خلافت پر بٹھا دیا جاتا تو ان تینوں خلفاء کی باری کیسے آتی۔

شیعہ حضرات کی کتاب سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کرنا ثابت کرتے ہیں

شیعہ حضرات کی کتاب احتجاج طبرسی میں علامہ طبرسی شیعہ عالم لکھتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی۔ (کتاب احتجاج طبرسی، ص ۵۴)

سوال-5 ۔ حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے وصال کے وقت ارشاد فرمایا کہ میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا کرنے سے روک دیا۔ شیعہ حضرات کا اعتراض یہ ہے کہ حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لکھنے سے مراد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت تھی۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روک دیا۔ اس کا جواب دیں۔

جواب ۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لکھنے سے اس لئے روکا کہ حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سخت علیل ہیں اور اس حالت میں حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلیف دینا مناسب نہیں۔

دلیل ۔ دوسری بات یہ ہے کہ کسی کے روک دینے سے کیا نبی علیہ السلام اپنا پیغام اُمت تک نہیں پہنچا ئیں گے؟ یہ تو حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر (معاذ اللہ) بہتان ہے اور حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہتان اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے۔ نہیں بلکہ نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے پیغام کے امین ہیں۔ حضورصلی اللہ علیہ وسلم نے نا صرف اللہ تعالیٰ کا ہر پیغام بندوں تک پہنچایا بلکہ اس کا حق بھی ادا کر دیا۔

سوال-6 — کچھ لوگ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے وقت یہ لوگ (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک کو چھوڑ کر خلافت کے چکر میں پڑ گئے تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی تدفین میں تین دن تاخیر کی۔

جواب:

دلیل — جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو نفاق نے سر اُٹھایا۔ عرب کے کچھ لوگ مرتد ہو گئے، منکرین زکوٰۃ کا مسئلہ ہوا اور انصار نے بھی علیحدگی اختیار کر لی۔ اتنی مشکلیں جمع ہو گئیں کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ پہاڑ پر بھی پڑتیں تو وہ بھی اس وزن کو برداشت نہ کر سکتا۔ لیکن اللہ اکبر! حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حکمتِ عملی سے ہر ایک مشکل کا مقابلہ کیا اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ جو صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک لمحہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جدا نہیں رہ سکتے تھے۔ آج وہ غم سے نڈھال ہیں۔ ان سب کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حوصلہ دیا۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تدفین میں تاخیر ہوئی۔

دلیل — حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنازہ انور اگر قیامت تک کھلا رہتا تو اصلاً کوئی خلل واقع نہ ہوتا کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام طاہرہ بگڑتے نہیں۔ قرآن گواہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام انتقال کے بعد کھڑے رہے سال بعد دفن ہوئے مگر نورانیت میں فرق نہ آیا تو جو رسول حضرت سلیمان علیہ السلام کے بھی امام ہوں ان کا جسم مبارک کیسے بگڑ سکتا ہے۔

دلیل — حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنازہ انور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں تھا۔ جہاں اب مزار مبارک ہے اس سے باہر لے جانا نہ تھا۔ چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس نماز سے مشرف ہونا تھا ایک جماعت آتی اور درود و سلام پڑھتی اور باہر چلی جاتی۔ پھر دوسری جماعت آتی یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہوا۔ اگر تین برس میں یہ سلسلہ ختم ہوتا تو جنازہ مبارک یوں ہی نور سے جگمگاتا رہتا۔ اسی صلوٰۃ و سلام کی وجہ سے تاخیر ضروری تھی۔

عقلی دلیل — شیطان کے نزدیک اگر یہ لالچ کے سبب تھا تو سب سے بڑا الزام تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہے۔ یہ تو لالچی نہ تھے اور کفن دفن کا کام تو ویسے یہ گھر والوں کے ذمے ہوتا ہے یہ کیوں تین دن بیٹھے رہے، یہ تدفین فرما دیتے کر دیتے۔ معلوم ہوا کہ یہ الزام غلط ہے کیونکہ جنازہ انور کی تدفین میں تاخیر دینی مصلحت تھی۔ جس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اتفاق ہے۔

سوال-7 — باغ فدک کیا ہے؟

جواب — باغِ فدک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے کا ایک باغ ہے۔ جس کی آمدنی بنو ہاشم، مجاہدین کیلئے سامان گھوڑے، تلواریں وغیرہ دیگر اسلامی کاموں پر خرچ ہوتی تھی۔

سوال-8 — حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد باغِ فدک کا حصہ نہیں دیا اور ان کو ناراض کر دیا۔

جواب — حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باغِ فدک سے حصہ طلب کیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہایت ہی ادب و احترام سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث سنائی:۔

حدیث حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم گروہِ انبیاء علیہم السلام کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ سب صدقہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۰ ۔ خلفائے راشدین)

حدیث حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال فرما جانے کے بعد جب ازواجِ مطہرات نے چاہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مال سے اپنا حصہ تقسیم کروائیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے۔ (مسلم شریف، ج ۲ ص ۹۱)

عقلی دلیل — تم لوگ کہتے ہو کہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے باغِ فدک سے حصہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو نہیں دیا لیکن جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آیا اب تو وہ گھر کے آدمی تھے باغِ فدک سے حصہ دے دیتے؟ اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد چھ مہینے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ حکومت آیا وہ باغ دے دیتے؟ ان میں سے بھی کسی نے ازواجِ مطہرات کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولاد کو باغِ فدک میں سے حصہ نہ دیا۔ اور کیسے دیتے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ورثہ علم ہے، اس کے وارث علماء ہیں۔ باقی جہاں قرآن و حدیث میں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی وراثت کا ذکر ہے اس سے مراد علم، شریعت اور نبوت ہے کوئی مال و دولت نہیں ہے۔ لیکن ہمیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جتنی فکر باغِ فدک کی اہلِ بیت کو نہیں، اس سے زیادہ فکر دشمنِ صحابہ کو ہے۔

سوال-9 غار والی آیت جس کا ترجمہ یہ ہے " دو جان' جب وہ دونوں تھے غار میں۔ جب نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے کہا اپنے ساتھی سے تو غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اُتاری اپنی تسکین اس پر۔

اعتراض سب سے پہلا اعتراض یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھے۔

جواب بخاری شریف جلد اوّل صفحہ نمبر ۵۱۵، تفسیر کبیر چوتھی جلد صفحہ نمبر ۲۴۳ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غارِ ثور میں تین دن رہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ساتھ تھے۔ (بخاری شریف از کتاب مقامات صحابہ)

شیعہ حضرات کی کتاب سے ثابت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔
شیعہ حضرات کی معتبر کتاب حیات القلوب دوسری جلد صفحہ نمبر ۳۲۱ پر لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف وحی بھیجی کہ اللہ تمہیں سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ابوجہل اور قریش کے بڑے بڑے سرداروں نے تمہارے قتل کا مشورہ کرلیا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آج اپنے بستر پر سلا دو اور یہ بھی حکم دیتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر غار میں چلے جاؤ۔

سوال-10 دوسرا اعتراض حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لئے غار میں جانے کا حکم ملا تاکہ (معاذ اللہ) وہ کافروں کی جاسوسی نہ کرسکیں۔

جواب اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن اور کافروں کے جاسوس ہوتے تو راستے میں ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی کوشش کرتے مگر نہیں ان کا تکلیفوں کو اُٹھا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ عاشقِ اکبر ہیں۔

سوال-11 — تیسرا اعتراض: حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ لوگ تو انہیں خلیفۃ الرسول کہتے ہو۔ ان کو تو غارِ ثور میں اپنی جان کا خوف تھا۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو تو خوف نہیں ہوتا۔

جواب اے نادانو! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جان کا تھوڑا خوف تھا بلکہ ان کو تو یہ ڈر تھا کہ ابوبکر کے ہوتے ہوئے تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی صدمہ نہ پہنچے کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی صدمہ پہنچے۔

دلیل — حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں غمگین ہوئیں قرآن گواہ ہے۔

دلیل — حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر یہ فرمایا کہ اے ابراہیم! ہم تیرے فراق میں غمگین ہیں۔

دلیل حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام جب فرعون کو تبلیغ کرنے گئے تو اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے ہمارے ربّ! ہمیں خوف ہے کہ وہ کہیں ہم پر غالب نہ آجائے یا ہم پر کوئی زیادتی نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو اِنَّنِیْ مَعَكُمَا کہہ کر مطمئن کر دیا تھا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اپنے یارِ غار کو اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا کہہ کر تسلی دے دی۔ اگر شیعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خوف کا الزام لگاتے ہیں تو پھر خوف کا الزام انبیائے کرام علیہم السلام پر بھی آئے گا اور انبیاء علیہم السلام پر الزام کفر ہے۔

سوال-12- گزشتہ آیت کا جو ترجمہ پیش کیا گیا اس میں جو تسکین کا ذکر ہے بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ حضور علیہ السلام کیلئے ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے نہیں۔

جواب — عقل کا تقاضا یہ ہے کہ تسکین اس کو دی جاتی ہے جس کو غم ہو اور غارِ ثور میں غم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تھا۔ چنانچہ تسکین بھی انہی پر نازل کی گئی۔ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو بالکل مطمئن تھے۔ (مقاماتِ صحابہ)

سوال-13 — چوتھا اعتراض حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو کندھوں پر اُٹھا کر ہجرت کی رات لے گئے مگر فتح مکہ میں کعبہ سے بت توڑنے کے وقت جب حضور علیہ السلام کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ اُٹھا سکے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیسے اُٹھالیا؟

جواب — یہ تو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جس کو چاہے عطا کردے اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت و نیابت کو زمین و آسمان اور پہاڑوں پر نازل فرمایا کہ میری خلافت کے بوجھ کو اٹھالو مگر انہوں نے انکار کردیا۔ مگر ایک انسان نے اس بوجھ کو اٹھالیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ اُٹھا سکے اور ہجرت کی رات اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اتنی قوت پیدا کردی کہ انہوں نے بارِ نبوت کو اُٹھالیا۔ (از کتاب مقاماتِ صحابہ)

اب شیعہ حضرات کی کتاب سے — شیعہ مولوی ملا باذل ایرانی اپنی کتاب حملہ حیدری میں لکھتا ہے کہ اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم میں اتنی طاقت پیدا کردی گئی کہ انہوں نے بارِ نبوت کو اُٹھالیا۔

سوال-14 — حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے **صدیق** لقب پر کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں۔

جواب — ہم اہلسنت و جماعت کے یہاں کئی حدیثیں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدیق ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔
کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔

شیعہ حضرات کی کتابوں سے تصدیق — شیعہ حضرات کی کتاب جس کا نام کشف الغمہ ہے جس کے صفحہ نمبر ۲۲۰ مطبوعہ ایران میں یہ بات موجود ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ تلوار کو چاندی سے مرصع کرنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا، جائز ہے۔ اس لئے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تلوار کو چاندی سے مرصع کیا ہوا تھا۔

سوال کرنے والے نے حیران ہو کر پوچھا کہ کیا آپ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق کہتے ہیں؟

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں اور تین بار اپنی جگہ سے اُٹھ کر فرمایا وہ صدیق ہیں، وہ صدیق ہیں، وہ صدیق ہیں۔
اور جو انہیں صدیق نہ کہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں جھوٹا کرے یعنی اس کے دین و ایمان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

فائدہ — اگر تم امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صادق یعنی سچا مانتے ہو تو پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق ماننا پڑے گا ورنہ امام جعفر صادق کی صداقت پر الزام ہو گا۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لئے بھی صدیق کہا گیا کہ آپ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق سب سے پہلے کی

والذی جآء بالصدق وصدق به (زمر ۳۳)

کہ جو شخص آیا حق اور سچ کے ساتھ وہ رسول ہیں جس نے تصدیق کی۔

جس نے تصدیق کی وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

شیعہ حضرات کی معتبر تفسیر مجمع البیان آٹھویں جلد صفحہ نمبر ۴۹۸ میں علامہ طبری نے بھی اس آیت کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہونا لکھا ہے۔

اب کیا اپنی کتابوں کا بھی انکار کرو گے۔

سوال-15- حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک لقب حدیث کے مطابق عتیق یعنی آزاد ہے۔ شیعہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ غلام تھے انہیں آزاد کیا گیا۔

جواب — حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عتیق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا تم کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیا ہے۔ پھر اسی دن سے وہ عتیق کے نام سے پکارے جانے لگے۔ (ترمذی شریف، ج ا ص ۲۰۸)

دلیل — پوری دنیا جانتی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنے مالدار تھے کہ انہیں کیا کوئی غلام بنائے گا بلکہ وہ تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد کرا کے بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں لائے تھے۔

شیعہ کی معتبر تفسیر مجمع البیان جلد اوّل صفحہ ۵۰۱، ۵۰۲ پر علامہ طبرسی لکھتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کرنے والے غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا۔ جیسا کہ حضرت بلال، عامر بن فہیرہ اور دیگر۔

ان سب باتوں سے پتا چلا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلامی سے آزاد نہیں بلکہ جنتی ہیں جہنم سے آزاد ہیں۔

سوال-16 — بعض لوگ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں ان کے نکاح میں نہیں تھیں۔

جواب — حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آ گئیں۔

ابن عساکر، صفحہ نمبر ۱۰۵ کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ حقیقت ہے کہ آسمانوں پر بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب دو نور والا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کی بدولت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے داماد ہیں۔ (کتاب مقاماتِ صحابہ)

شیعہ حضرات کی کتاب سے — شیعہ حضرات کی معتبر کتاب حیات القلوب دوسری جلد صفحہ نمبر ۵۸۸، مطبوعہ ایران' میں شیعہ عالم ملا باقر مجلسی لکھتا ہے، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا گیا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ابو العاص سے کر دیا گیا اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا گیا اور ابھی وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر نہ گئی تھیں کہ فوت ہو گئیں۔ اس کے بعد حضرت رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا۔

ان دونوں کتابوں سے ثابت ہو گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ فضیلت حاصل ہے جو دنیا میں کسی کو نہیں۔

سوال-17 حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ظلم ہونے کے باوجود وہ خلافت سے دستبردار کیوں نہ ہوئے؟

جواب

حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائے گا پس لوگ تجھے وہ قمیص اُتارنے کو کہیں گے تو ہرگز نہ اتارنا یعنی خلافت و نیابت تجھے عطا ہوگی اور لوگ تجھ سے اس منصب سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کریں گے مگر دستبردار نہ ہونا۔ (مشکوٰۃ، ترمذی، ج ۲ ص ۲۱۲)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمن کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ نہ پڑھائی

حدیث حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک آدمی کا جنازہ پڑھانے کیلئے تشریف لے گئے لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ نہ پڑھایا۔ غلاموں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اس سے پہلے تو ہم نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی کا جنازہ نہ پڑھایا ہو تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے نفرت رکھتا تھا۔ گویا کہ یہ اللہ تعالیٰ سے نفرت رکھتا ہے۔ اگر نفرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفر ہے تو نفرتِ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کفر ہے۔ (ترمذی، ج ۱ ص ۲۱۲۔ مقاماتِ صحابہ، ۳۲۱)

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دینے والا خنزیر کی شکل میں

حضرت شیخ عبد الغفار القومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ایک آدمی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ اس کو بیوی اور لڑکوں نے منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی شکل خنزیر کی کر دی اور اس کی گردن میں زنجیریں پڑ گئیں اس کا لڑکا لوگوں کو دکھاتا پھرتا تھا۔ شیخ عبد الغفار القومی فرماتے ہیں کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھا ہے کہ وہ خنزیر کی طرح چیختا تھا۔ (عمدۃ التحقیق، ص ۲۲۶۔ مقاماتِ صحابہ، ص ۱۸۲)

سوال -18 ۔ جنگ جمل اور جنگ صفین کیا ہیں جس کا سہارا لے کر بعض لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو (معاذ اللہ) گالیاں دیتے ہیں؟

جواب ۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے ہمراہ لے کر مکہ مکرمہ سے ہوتے ہوئے بصرہ پہنچے اور وہاں پہنچ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا مطالبہ کیا (یعنی قصاص طلب کیا) جس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر ملی تو آپ بھی عراق تشریف لے گئے۔ بصرہ راستے ہی میں پڑتا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا قصاص نہ لے سکے۔ یہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آمنا سامنا ہوا اور یہاں جنگ ہوئی۔ یہ لڑائی جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے۔ اس جنگ میں حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے۔

اس کے علاوہ دونوں طرف کے تیرہ ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ یہ واقعہ جمادی الآخر ۳۶ھ میں پیش آیا۔ بصرہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پندرہ روز قیام کیا اور پھر کوفہ تشریف لے گئے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۶۱)

جنگ صفین

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوفہ پہنچنے کے بعد آپ پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خروج کر دیا ان کے ساتھ شامی لشکر تھا۔ کوفہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بڑھے اور صفین کے مقام پر ماہِ صفر ۳۷ھ میں خوب معرکہ آرائی ہوئی اور لڑائی کا یہ سلسلہ کئی روز تک جاری رہا آخر کار حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غور و فکر کے بعد شامیوں نے قرآن مجید نیزوں پر بلند کر دیے اور بلند آواز سے پکارا کہ ہمارے درمیان اب اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی فیصلہ کرے گی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر قرآن مجید کو نیزوں پر لٹکا ہوا دیکھ کر جنگ سے دستبردار ہو گیا اور لشکریوں نے اپنی تلواریں میانوں میں کر لیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ قرآن کو نیزوں پر بلند کرنے سے آپ کا کیا مقصد ہے؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی ہماری طرف سے اور ایک شخص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مقرر ہو جائے۔ جو میرے اور علی کے درمیان قرآن کے مطابق فیصلہ کرے اور تمام لوگ اس تحکیم کو منظور کر لیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقرر ہوئے۔ دونوں حضرات نے ایک معاہدہ تحریر کیا کہ آئندہ سال مقام ازرح میں جمع ہو کر اصلاح اُمت کے بارے میں گفتگو کی جائے گی۔

اس معاہدہ کے بعد دونوں طرف کے لوگ اپنے اپنے مقام پر چلے گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ تشریف لے گئے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۶۱)

پوری اُمت کے علماء و محدثین کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ جنگ غلط فہمی کی بناء پر ہوئی اس لئے دونوں طرف سے مارے جانے والے لوگ شہید ہیں۔ کیونکہ یہ جنگ بغض، نفرت، عداوت کی بناء پر نہ تھی۔

سوال-19- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض یہ ہے کہ خون کا بدلہ ہر شخص تو نہیں مانگتا صرف مقتول کے ولی کو حق ہے پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا حق تھا؟

جواب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ تھے اور خلیفہ عام رعایا کا ولی ہوتا ہے۔ بادشاہِ اسلام کے خون کے قصاص کا مطالبہ ہر مسلمان کر سکتا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نسبی لحاظ سے بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ولی تھے۔ کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب ترین رشتہ دار تھے۔ اس لئے کہ اُمیہ بن شمس میں حضرت عثمان اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ملتے ہیں۔ (از کتاب امیر معاویہ ص ۴۷)

سوال-20- بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (معاذ اللہ) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض یعنی نفرت رکھتے تھے تبھی تو ان سے جنگ کی۔

جواب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں عین جنگ کے زمانے میں حضرت عقیل ابن ابی طالب یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں پہنچ گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا بہت ادب واحترام کیا۔ ایک لاکھ روپے نذرانہ پیش کیا اور ایک لاکھ روپے سالانہ ان کا وظیفہ مقرر کیا۔ اس دوران حضرت عقیل فرمایا کرتے تھے کہ دین علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف ہے۔ (صواعق محرقہ۔ کتاب امیر معاویہ ۱۸)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نفرت ہوتی تو وہ ہرگز اُن کے بھائی کی خدمت نہ کرتے اور وہ بھی جنگ کے دور میں ہو ہی نہیں سکتا۔

دلیل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک شاعر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف میں قصیدہ پڑھا جس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے حد تعریف تھی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر شعر پر جھوم جھوم کر فرماتے تھے کہ واقعی حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایسے ہی ہیں اور قصیدے کے ختم کرنے پر شاعر کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات ہزار اشرفیاں انعام دیں۔ کسی نے پوچھا کہ اے امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسے محبت کرنے والے ہیں تو پھر ان سے جنگ کیوں کر رہے ہیں؟ جواب دیا وہ مذہبی جنگ نہیں ملکی معاملات کی جنگ ہے یعنی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کی۔ (کتاب الناہیہ، کتاب امیر معاویہ ص ۱۸)

اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے نفرت ہوتی تو وہ شاعر کو خاموش کرا دیتے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شاعر کو انعام دینا یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھتے ہیں۔

سوال-21 — بعض لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے ہزارہا مسلمانوں کا خون بہایا نہ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کرتے نہ مسلمانوں کا اتنا خون بہتا۔

جواب — سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جنگ غلط فہمی کی بناء پر ہوئی اور دونوں طرف کے مسلمان حق پر تھے لہٰذا دونوں طرف مارے جانے والے شہید ہیں۔

مسلمانوں کے قتل کی تین صورتیں ہیں:۔

1 — اس لئے اسے قتل کرنا کہ یہ مسلمان کیوں ہوگیا، یہ کفر ہے۔

۲ — مسلمان کو دنیاوی عناد اور ذاتی دشمنی کی وجہ سے قتل کرنا، یہ فسق اور گناہ ہے۔

۳ — غلط فہمی کی بنیاد پر مسلمانوں میں جنگ ہوجائے اور مسلمان مارے جائیں، یہ غلط فہمی ہے، نہ فسق نہ کفر۔

اس تیسری قسم کیلئے یہ آیت ہے:

وان طآئفتن من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما (حجرات ۱)

اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کر بیٹھیں تو ان میں صلح کرا دو۔

اس آیت میں جنگ کرنے والی دونوں جماعتوں کو مسلمان قرار دیا گیا۔ (کتاب امیر معاویہ ص ۲۴)

حضرت علی و معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جنگ بھی اس تیسری قسم میں داخل ہے لہٰذا حضرت علی یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں بکواس کرنا سخت گناہ ہے۔

عقلی دلیل — حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام لگاتے ہو کہ انہوں نے مسلمانوں کو قتل کرایا۔ یہ الزام خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی پڑتا ہے کیونکہ جیسے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ساتھی شہید ہوئے، ویسے ہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں صحابیٔ رسول حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما شہید ہوئے۔ (ایضاً)

مگر نہیں ہمیں دونوں کا ادب کرنا چاہئے دونوں ہمارے ایمان میں داخل ہیں۔ ایک داماد رسول ہیں دوسرا کاتب وحی ہے۔ جس طرح ہماری تلواریں خاموش رہیں اسی طرح ہماری زبانیں بھی خاموش رہنی چاہئیں۔

سوال-22 حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ بھی الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ اہل بیت کے دشمن تھے؟

جواب اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت کے دشمن ہوتے تو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے کبھی صلح نہ کرتے۔

دلیل حضور علیہ السلام نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا کہ میرا بیٹا سید ہے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کراوے گا۔

اور ایسا ہی ہوا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح فرما کر ہزارہا مسلمانوں کا خون بچالیا۔ پھر جب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کرلی تب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین برحق ہوئے یہ ہی مذہب اہلسنت ہے۔ (کتاب امیر معاویہ ص ۲۱)

سوال-23 بعض لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ اہل بیت کی دشمن تھیں۔

جواب - حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنگ جمل میں شکست دی اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اونٹ جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوار تھیں گرا دیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں گرفتار نہ کیا بلکہ احترام کے ساتھ والدہ محترمہ سا ادب فرماتے ہوئے مدینہ واپس پہنچا دیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے مال پر قبضہ نہ کیا، نہ ان کے سپاہی پر کوئی سختی فرمائی۔

جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دشمنوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کیا کہ آپ نے دشمن پر قبضہ پا کر اسے چھوڑ دیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بحکم قرآن ہماری ماں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وازواجه أمهتهم (احزاب ۲)

نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

حرمت عليكم امهتكم (نساء ۲۳)

تم پر تمہاری مائیں حرام کی گئیں۔

اگر تم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ماں نہیں مانتے تو کافر اور اگر ماں مان کر لونڈی بنا کر رکھنا جائز سمجھتے ہو تو بھی کافر۔

(صواعق محرقہ۔ کتاب امیر معاویہ ۱۷)

عقلی دلیل اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نفرت ہوتی تو وہ اس وقت تلوار کے ایک ہی وار سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیتے مگر یہ تلوار کیوں نہ چلی اور کیسے چلتی جنگ حق پر تھی۔ نفرت اور دشمنی پر نہ تھی۔

سوال-24 بعض لوگ جھوٹی حدیث گھڑتے ہیں کہ ایک دفعہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کندھوں پر یزید کو لے جا رہے تھے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جہنمی پر جہنمی سوار ہے (معاذ اللہ)۔ معلوم ہوا کہ یزید بھی دوزخی اور امیر معاویہ بھی دوزخی (نعوذ باللہ)

جواب ماشاء اللہ یہ ہے دشمن صحابہ کی تاریخ پر نظر اور یہ ہے ان کی نادانی کا حال۔

دلیل یزید کی پیدائش حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں ہوئی۔ دیکھو کتاب جامع ابن اثیر اور کتاب النہایہ وغیرہ۔

حضور علیہ السلام کے زمانے میں یزید کو پیدا کر دیا۔ کیا عالمِ ارواح سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھوں پر کود کر آ گیا۔ (لاحول ولا قوۃ) (کتاب امیر معاویہ ۸۸)

سوال-25 — بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بد دعا دی۔ چنانچہ مسلم شریف کی حدیث لاتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بار مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ امیر معاویہ کو بلاؤ میں بلانے گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے۔ میں نے آکر عرض کر دیا پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امیر معاویہ کو بلاؤ۔ جب میں گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وہ کھا رہے ہیں۔ تو فرمایا ان کا پیٹ نہ بھرے۔ اور حضور علیہ السلام کی دعا بھی قبول ہے بد دعا بھی۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ السلام کی بد دعا لگی ہے۔ اس کا جواب دیں۔

جواب — اعتراض کرنے والے نے اس حدیث کو سمجھنے میں غلطی کی۔ کم از کم اتنی ہی بات سمجھ لی ہوتی کہ جو حضور گالیاں دینے والوں کو معاف کر دیتے، وہ حضور اس موقعہ پر حضرت امیر معاویہ کو بلا قصور کیوں بد دعا دیتے۔

تیسری بات یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہا بھی نہیں کہ آپ کو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا رہے ہیں۔ صرف دیکھ کر خاموش واپس آئے اور حضور علیہ السلام سے واقعہ عرض کیا۔

چوتھی بات یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہ کوئی قصور تھا، نہ کوئی خطا اور حضور علیہ السلام یہ بد دعا دیں، یہ ناممکن ہے۔

اب اعتراضات کے جوابات سنتے ہیں کہ عرب میں محاورۃً اس قسم کے الفاظ پیار و محبت کے موقع پر بھی بولے جاتے ہیں ان سے بد دعا مقصود نہیں ہوتی۔

مثلاً تیرا پیٹ نہ بھرے، تجھے تیری ماں روئے وغیرہ کلمات غضب کیلئے نہیں بلکہ کرم کیلئے ارشاد ہوئے ہیں اور اگر مان بھی لیا جائے کہ سرکار علیہ السلام نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بد دعا دی تو بھی یہ بد دعا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نتیجے میں رحمت بنی اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنا بھرا اور اتنا مال دیا کہ انہوں نے سینکڑوں کا پیٹ بھر دیا۔ ایک ایک شخص کو بات بات پر لاکھوں روپیہ انعام دیئے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے عہد لیا تھا کہ مولیٰ عزوجل! اگر میں کسی مسلمان کو بلاوجہ لعنت یا بد دعا کروں تو اسے رحمت اجر اور پاکی کا ذریعہ بنا دینا۔

حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کتاب الدعوات میں حدیث ہے کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے کہ اے اللہ! جس کسی کو برا کہہ دوں تو قیامت میں اس کیلئے اس بد دعا کو قرب کا ذریعہ بنا۔ (بحوالہ مسلم شریف)

اب سمجھ میں آگیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لگائے گئے سارے الزامات بے بنیاد ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتب وحی، عاشق رسول اور جید صحابی ہیں۔

سوال -26- شہدائے کربلا کے سلسلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اہل بیت کی دشمنی کا الزام لگایا جاتا ہے حالانکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبت اہل بیت تھے۔

جواب اس سوال کا جواب مسلک اہلسنت کی سینکڑوں کتابوں میں موجود ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت سے سچی محبت کرتے تھے لیکن اس کا جواب ہم شیعہ حضرات کی معتبر کتابوں سے دیتے ہیں۔

شیعہ مولوی ملاباقر مجلسی کتاب جلاء العیون میں لکھتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال کے وقت یزید کو یہ وصیت فرما گئے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پس ان کی نسبت حضور علیہ السلام سے ہے۔ تجھے معلوم ہے کہ حضور علیہ السلام کے بدن کے ٹکڑے ہیں حضور علیہ السلام کے گوشت وخون ہیں انہوں نے پرورش پائی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ عراق والے ان کو اپنی طرف بلائیں گے اور ان کی مدد نہ کریں گے۔ تنہا چھوڑ دیں گے۔ اگر ان پر قابو پالے تو ان کے حقوق کو پہچاننا۔ ان کا مرتبہ جو حضور علیہ السلام سے ہے اس کو یاد رکھنا۔ خبردار ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا۔ (جلاء العیون، ج ۲ ص ۴۴۱، ۴۴۲)

صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو یہ وصیت فرمائی کہ اے بیٹا! ہوس نہ کرنا اور خبردار جب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو تو تیری گردن میں حسین بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا خون نہ ہو۔ ورنہ کبھی آسائش نہ دیکھے گا اور ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے گا۔

غور کیجئے! حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کو یہ وصیت کر رہے ہیں کہ ان کی تعظیم کرنا، بوقت مصیبت ان کی مدد کرنا۔ اب اگر یزید پلید اپنے والد کی وصیت پر عمل نہ کرے تو اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا قصور؟

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان کوئی دشمنی نہ تھی۔

رہا مسئلہ یزید کا تو حضرت محقق شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یزید کو فاسق ظالم اور شرابی لکھتے ہیں۔

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو کافر لکھا ہے۔ اور اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ یزید پلید، شرابی، ظالم اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا ذمہ دار ہے لیکن اس کے بدلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدنام کرنا یہ کون سی دیانت ہے؟

سوال-27۔ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی چار صاحبزادیاں نہیں بلکہ ایک صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ حالانکہ ہم اہلسنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی چار صاحبزادیاں ہیں۔ قرآن وحدیث سے ثابت کریں۔

جواب ہم اہلسنّت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی چار صاحبزادیاں ہیں۔

حضرت زینب، اُم کلثوم، رُقیہ، فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)۔

اب قرآن مجید سے ثابت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی ایک نہیں متعدد صاحبزادیاں ہیں:۔

وبنٰتك ونسآء المومنين (احزاب ۵۹)

اور صاحبزادیوں اور عورتوں سے فرمادو۔

ہمیشہ بَنٰتِكَ دو سے زائد یعنی جمع کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

اب شیعہ حضرات کی کتاب سے شیعہ حضرات کی معتبر کتاب اصول کافی جلد اوّل صفحہ ۴۳۹ میں لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا اور بعثت سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زینب واُم کلثوم ورقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن پیدا ہوئیں اور بعد از بعثت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں۔

سوال-28۔ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی صرف ایک زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں حالانکہ ہم اہلسنّت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی گیارہ ازواجِ مطہرات تھیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

جواب حضور علیہ السلام کی گیارہ ازواجِ مطہرات ہیں، اسی پر پوری اُمت مسلمہ کا اجماع ہے۔

قل لازواجك (احزاب ۲۸)

آپ فرمادیجئے اپنی بیبیوں کو۔

اس آیتِ مبارکہ میں زوج کی جمع ازواجك فرمایا گیا جو دو سے زائد کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام کی ساری ازواج اہلِ بیت ہیں ان میں سے کسی سے بھی بغض یعنی نفرت رکھنا حضور علیہ السلام سے نفرت رکھنا ہے۔

صحابہ کرام اور اہل بیت کی آپس میں محبت

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آپس میں محبت

دلیل ۔ حضرت قیس بن حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر مسکرائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے مسکرانے کا سبب پوچھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ پل صراط سے وہی سلامتی سے گزرے گا جس کو علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پرچی دیں گے ۔

یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مسکرائے اور فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تجھے مبارک نہ دوں؟ فرمایا کیسی؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس کو پرچی دے گا جو ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے محبت رکھے گا۔ (ریاض النضرہ، ج ۱ ص ۱۸۴ ۔ نزہۃ المجالس، ج ۲ ص ۱۸۴ از کتاب مقامات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

اب پل صراط پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمن کیا کریں گے؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کرایا

دلیل شیعہ حضرات کی کتاب حملہ حیدری میں شیعہ مولوی باذل ایرانی صفحہ ۶۰، ۶۱ پر یوں لکھتا ہے، جب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جوان ہوئیں تو ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب سے پہلے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے عرض کی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری بیٹی کا اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے وہی جواب دیا۔

کچھ دن گزرنے کے بعد یہ دونوں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص الخاص دوستوں نے کہا، اے اسلام کی انجمن کی شمع کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں جاؤ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کی خواہش کرو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یاروں، ساتھیوں اور دوستوں نے کہا کہ اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اس معاملے میں اپنے دل میں کوئی خطرہ پیدا نہ کرو۔ بے دھڑک اور بے خوف و خطر جا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اپنے لئے رشتہ طلب کرو کیونکہ تمہارا حضور علیہ السلام سے اور بھی تعلق اور رشتہ ہے پھر تین دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے رہے اور عرض کرتے رہے۔

تین دن کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا حکم لیکر حضور علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کردو۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ بکواس کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمن تھے بلکہ یہ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یار تھے، دوست تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت

دلیل — حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے جو حقیقت واضح ہے وہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخری وقت تک ان کی حفاظت کی ہر ممکن کوشش کیں۔ یہاں تک کہ اپنے دونوں بیٹوں حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تلواریں دے کر ان کے دروازہ پر کھڑا کر دیا اور فرمایا کہ تمہارے ہوتے ہوئے کوئی دشمن، کوئی ظالم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب نہ جائے۔ (از کتاب مقامات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ص ۳۳۷)

یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شہزادوں حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ تمہارے دروازے پر پہرہ دینے کے باوجود امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے قتل ہو گئے اور غضب میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ پر طمانچہ مارا اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ پر تھپڑ مارا اور محمد بن طلحہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا بھلا کہا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۱۳۔ ریاض النضرہ، جلد ۲ از کتاب مقامات صحابہ، ص ۳۳۸)

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں قید ہو کر آنے والی سیدہ شہر بانوؓ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب الصافی شرح اصول کافی مرآۃ العقول شرح فروع اور اس کے علاوہ تمام معتبر کتب میں موجود ہے اور اس واقعہ سے کسی کو بھی انکار نہیں ہے۔

دلیل — حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں حضرت شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا قید ہو کر آئیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ شہزادی ہیں اور ان کیلئے شہزادہ ہی ہونا چاہئے۔ چنانچہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کر دیا گیا۔

معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو غلط مانتے ہو تو پھر حضرت شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی غلط ماننا پڑے گا اور اگر حضرت شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا غلط ہوئیں تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان و عظمت پر حرف آئے گا۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت حق پر ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمارداری کیلئے اپنی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھیجا

دلیل ۔ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شدید بیمار ہوگئیں تو ان کی تیمارداری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کی۔

ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہنے لگیں کہ مجھے ایک بات کی فکر ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا وہ کون سی؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا، جب کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اس کو چارپائی کے اوپر رکھ کے لے جایا جاتا ہے۔ جس سے سینہ کا ابھار ظاہر ہوتا ہے اور مجھے شرم و حیا کے باعث شدید پریشانی ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! تم فکر نہ کرو، میں تمہاری پریشانی دور کردوں گی۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لکڑیوں کے ٹکڑے بنا کر پنجرہ نما چیز بنائی جو آج کل عموماً جنازہ کے اوپر نظر آتی ہے یہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کاوش ہے۔ الغرض انہوں نے کہا کہ اس پر چادر ڈال دیں گے پس یہ کہنا تھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت خوشی کے عالم میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہنے لگیں اب مجھے کوئی پریشانی نہیں۔

عقلی دلیل ۔ اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے نفرت ہوتی تو وہ اپنی بیٹی کو کبھی ان کے گھر نہ بھیجتے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے نفرت ہوتی تو وہ بھی کبھی ان کی بیٹی کو اپنے گھر میں داخل نہ ہونے دیتیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ کرنا ثابت کرتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل بیت کے درمیان آپس میں محبت تھی۔

محبت کے پیش نظر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھے

دلیل — شیعہ حضرات کی معتبر کتاب جلاء العیون مترجم جلد دوم صفحہ ۴۸ سطر ۱۴ میں یہ لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادوں کے نام جو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا دوسری بیبیوں کے بطن سے تھے ان کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھے جو میدان کربلا میں شہید ہوئے۔

روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنت کا ٹکڑا ہے

حدیث — حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے حجرۂ مقدس اور منبر پاک کا درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (ترمذی، ج ۲ ص ۲۲۱۔ مقامات صحابہ، ص ۱۹۴)

اب شیعہ حضرات کی کتاب سے روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جنت کا ٹکڑا ثابت کرتے ہیں۔

دلیل — حضرت عبداللہ (علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے گھر اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرے منبر کے پائے جنت میں ہیں۔

دونوں کتابوں سے یہ ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کا روضہ مبارک جنت کا باغ ہے تو پھر یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اس میں موجود حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی جنت کے باغ میں ہیں۔ اگر یہ غلط ہوتے تو کبھی محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ دفن نہ ہوتے۔

دشمن صحابہ بکواس کرتے ہیں، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل بیت اطہار کی آپس میں بہت محبت تھی۔ رہا مسئلہ اختلاف کا تو ہمیں ان بڑوں کے اختلاف میں زبان درازی کرنا سخت گناہ اور کفر کی طرف لے جاسکتا ہے۔

شانِ صحابہ کرام علیہم الرضوان اس قدر اعلیٰ ہے کہ اپنے تو اپنے دشمن صحابہ بھی ان کی حقانیت ماننے پر مجبور ہوگئے مگر افسوس آج کل کے دشمن صحابہ اس قدر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نفرت میں اندھے ہوگئے ہیں کہ قرآن و حدیث میں شانِ صحابہ ہونے کے باوجود انکار کرتے ہیں۔

یہ یہاں تک کہ اپنے مجتہدین، اپنے علماء کی کتابوں کا بھی انکار کرتے ہیں مگر لوگ ایک بات بھول گئے ہیں کہ بغیر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی محبت کے اہل بیت کی محبت پیدا ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ یہ اسلام کے ایسے دو بازو ہیں جن میں سے اگر ایک کا بھی انکار کیا جائے تو اسلام اور ایمان نامکمل رہتا ہے اگر دشمن صحابہ آنکھوں سے نفرت کی پٹی اُتار کر ذرا سوچیں تو انہیں بھی یہ سمجھ میں آجائیگا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالیاں دے کر اہل بیت کی محبت کو مضبوط کرنے کا فارمولا جو ہم نے اپنایا ہے یہ گمراہی، کفر اور جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ اگر ہم حضور علیہ السلام سے بے عیب محبت رکھیں، صحابہ کرام علیہم الرضوان سے محبت رکھیں، اہل بیت اطہار سے لگاؤ رکھیں، اولیائے کرام کی شان کو مانیں تو سارے جھگڑے ختم ہوجائیں گے پھر کوئی نفرت نہیں رہے گی۔

اے میرے مولا عزوجل! اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی، صحابہ کرام کی، اہل بیت کی، اولیائے کرام کی محبت میں زندہ رکھ اور اسی پر ہمیں موت دے۔ آمین ثم آمین بجاہ حبیبک سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

چراغ مسجد و محراب و منبر بوبکر و عمر، عثمان و حیدر

فقط والسلام

محمد شہزاد قادری ترابی